مسنون
نمازِ تراویح

مع "8 رکعت مسنون تراویح پر اکابر علماءِ احناف کی شہادت" کی حقیقت

"تراویح" کے سلسلے میں غیر مقلدین کے متضاد مواقف

"غیر مقلدین کے سحر و افطار، صدقۂ فطر اور جمعہ کے دن کی عید" کی حقیقت

مولف

پروفیسر مولانا ہلال احمد

رابطۂ علماءِ اہل سنت والجماعت (الہند)

و ایڈیٹر: اخبار "ترجمان شریعت"

مالیگاؤں 423203، ضلع ناسک، مہاراشٹر، الہند

ناشر: مجلس علمیہ آندھرا پردیش و تلنگانہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہِ رمضان میں عشاء کی نماز کے بعد ایک نماز باجماعت پڑھی جاتی ہے جسے تراویح سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ ایک زائد نماز ہے۔

احناف، مالکیہ، شوافع، حنابلہ غرض پوری امت محمدیہ تراویح کی نماز کے مسنون ہونے کی قائل ہے سوائے روافض کے، گویا فی زمانہ تراویح کی نماز کے سلسلہ میں تین مواقف ہیں:

① روافض سرے سے نماز تراویح ہی کا انکار کرتے ہیں۔

② غیر مقلدین بھی نماز تراویح کا انکار کرتے ہیں سوائے اُن کے ایک فرقہ اہل حدیث کے۔ فرقہ اہل حدیث بھی دراصل تراویح کا منکر ہے، کیونکہ وہ تراویح کو ایک زائد نماز نہیں مانتا بلکہ وہ تاویل کرتا ہے کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے۔ اور اس میں بھی دو گروہ ہیں، ایک گروہ روزانہ تراویح کو مسنون مانتا ہے اور دوسرا چند دن تراویح کی جماعت کا قائل ہے اور روزانہ کا منکر ہے۔

③ احناف، مالکیہ، شوافع، حنابلہ غرض جمہور امت ماہ رمضان میں روزانہ بیس رکعات نماز تراویح کے سنت ہونے کے قائل ہیں۔

بیس رکعات پر عملاً اِجماع

خلیفہ راشد حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانہ سے حدوث اہل حدیث (فرقہ اہل حدیث کے پیدا ہونے) تک جمیع اہل سنت والجماعت کا معمول تھا کہ:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱) پوری امت (سوائے روافض) ماہ رمضان میں روزانہ تراویح باجماعت ادا کرتی رہی۔

(۲) تراویح کی نماز باالاتفاق بیس رکعات تھی۔ تقریباً بارہ سو سال سے زائد عرصہ تک امت کا اس بیس رکعات پر عملاً اجماع رہا ہے نہ کوئی محدث، نہ کوئی فقیہ، اور نہ کوئی عالم آٹھ رکعات تراویح پڑھتا تھا، نہ اس کا مطالبہ کرتا تھا اور نہ ہی، کسی کا یہ موقف رہا ہے کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے (حالانکہ وہ تمام روایات احادیث کی کتابوں میں موجود تھیں جن کا حوالہ دے دے کر آج غیر مقلدین آٹھ رکعات کا دعویٰ کرتے ہیں)۔ بلکہ حدوث اہل حدیث (فرقہ اہل حدیث کے پیدا ہونے) سے کچھ عرصہ بعد تک خود یہ غیر مقلدین بھی بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔

(ملاحظہ ہو غیر مقلدین علماء کے ابتدائی فتاوے)

(۳) زمانۂ فاروقی سے حدوث اہل حدیث تک دنیا کی کسی ایک مسجد کا نام بھی نہیں پیش کیا جاسکتا جہاں آٹھ رکعات تراویح کا معمول ہو۔

گویا زمانۂ فاروقی سے حدوث اہل حدیث تک (تقریباً بارہ سو سال سے زائد عرصہ تک) بیس رکعات تراویح پر امت کا عملاً اجماع رہا ہے اور حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے ''میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی''۔

جدید اِنکشافات

اپنی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد غیر مقلدین کو جدید انکشافات ہوئے کہ بارہ سو سال سے زائد عرصہ تک امت جو کرتے آئی ہے اور خود ان (غیر مقلدین) کا بھی جو عمل تھا وہ غلط تھا۔ صحیح یہ ہے کہ:

(۱) تہجد اور تراویح کی نماز ایک ہے۔

(۲) سال بھر تہجد کی نماز ''نفل'' ہے اور ماہِ رمضان میں ''سنت'' ہوجاتی ہے۔

(۳) تراویح کی نماز کی رکعات ''آٹھ'' ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جدید انکشافات کی حقیقت

انکارِ تراویح کا نیا روپ

تراویح کے سلسلہ میں احادیث کی کتابوں میں صحیح روایات منقول ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات صحابہ کرام کو تراویح کی نماز پڑھائی اور یہ بھی منقول ہے کہ امت پر تراویح فرض نہ ہو جائے اس کے اندیشہ سے امت پر رحم کرتے ہوئے آگے سنہ پڑھائی۔ اس کے بعد امت کا معمول یہ تھا کہ کسی قرآن پڑھنے والے کے پیچھے تراویح کی نماز پڑھتے۔ (ملاحظہ ہو صحیح بخاری باب فضل من قام رمضان وغیرہ)

تاریخ الخلفاء میں ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے سنہ ۱۵ھ میں تراویح کی جماعت ایک امام کے پیچھے شروع کرائی۔ احادیث کی کتابوں میں سند کیساتھ روایات موجود ہیں کہ تراویح کی جماعت میں بیس رکعات پڑھی جاتی تھیں (روایات آگے آرہی ہیں)۔ نیز یہی بیس رکعات کا معمول حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ، اور اس کے بعد سے آج تک جاری ہے۔ حرمین شریفین میں آج بھی بیس رکعات تراویح کی جماعت ہوتی ہے۔

فضیلۃ الشیخ عطیہ محمد سالم القاضی بالمحکمۃ الکبریٰ بالمدینۃ المنورہ جو مسجد نبوی میں مدرس ہیں انہوں نے ایک رسالہ التراویح اکثر من الف عام فی مسجد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے لکھا ہے کہ اور انہوں نے اس میں ثابت کیا ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ہزار سال سے زائد عرصہ سے تراویح کی بیس رکعات کی جماعت جاری ہے۔ اسی طرح جامعۃ ام القریٰ مکۃ المکرمۃ سے ایک رسالہ الھدی النبوی الصحیح فی الصلوٰۃ التراویح کے نام سے شائع ہوا جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حرم مکہ بیت اللہ میں دور فاروقی سے آج تک تراویح کی بیس رکعات جماعت جاری ہے۔ غرض خلیفہ راشد ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ سے اس کا معمول رہا ہے کہ ماہِ رمضان کی راتوں میں روزآنہ بیس رکعت باجماعت نماز پڑھی جاتی رہی۔ سوائے روافض کے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لیکن ایک نوزائدہ فرقہ غیر مقلدین کے ایک شخص عبداللہ روپڑی جو چینیان والی مسجد لاہور کا امام تھا اور جو بعد میں فرقۂ منکرین حدیث کا بانی ہوا اس نے ایک رسالہ "القول الفصیح" میں ایک مضمون لکھا جس میں جمیع اہلسنت والجماعت کے موقف کے خلاف ''تراویح'' کو ایک زائد نماز تسلیم کرنے کی بجائے یہ لکھا کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے اور یہ دعویٰ کیا کہ تراویح کی نماز آٹھ رکعات ہے۔ فرقۂ منکرین حدیث کے بانی کے اس دعویٰ کو جو دراصل انکارِ تراویح کا نیا روپ ہے، خود غیر مقلدین نے ماننے سے انکار کر دیا اور اس کے خلاف مضامین اور فتاوے لکھے۔ یہ فتاوے فرقۂ اہل حدیث کے علماء کی کتابوں میں آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں (مثلاً فتاویٰ ثنائیہ وغیرہ)۔ لیکن یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ غیر مقلدین کا وطیرہ ہی اجماع کی مخالفت اور امت کے ''معمول'' کا ترک ہے۔ چنانچہ مخالفت کے باوجود غیر مقلد عالم محمد حسین بٹالوی صاحب نے ۱۲۹۰ھ میں آٹھ رکعات تراویح کا فتاویٰ دیا اور غیر مقلدین کا اسی پر عمل شروع ہو گیا۔ دور فاروقی سے لے کر مذکورہ وقت تک دنیا کی کسی مسجد میں آٹھ رکعات تراویح کا معمول نہیں تھا۔

رہ گیا آٹھ رکعات نماز کو تراویح کے نام سے موسوم کرنا تو یہ جہالت پر مبنی ہے۔ کیونکہ تراویح جمع ہے ترویحہ کی اور ترویحہ کہتے ہیں چار رکعات کے بعد آرام کرنے کو۔ اس لئے اصطلاحاً چار رکعات کو ترویحہ کہتے ہیں۔ اور آٹھ رکعات کیلئے تثنیہ کا صیغہ آتا ہے یعنی ترویحتان یا ترویحتین۔ اور بارہ رکعات یا اس سے زائد کیلئے لفظ تراویح کا انطباق ہوتا ہے۔ اس لئے قاعدے کے مطابق لفظ تراویح آٹھ رکعات کیلئے استعمال ہو سکتا ہی نہیں۔

آٹھ رکعات کی بنیاد اس بات پر ہے کہ ''تہجد اور تراویح ایک ہے'' اور یہ بات بلا دلیل ہے۔ غیر مقلدین قرآن یا حدیث میں یہ جملہ کہیں بتا ہی نہیں سکتے کہ ''تہجد اور تراویح ایک ہے'' یہ صرف ان کا قیاس ہے جو غلط ہے۔ اس کے بالمقابل صحیح مرفوع احادیث موجود ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ تراویح رمضان کی راتوں کی ایک زائد نماز ہے (تہجد سے الگ) اور اس کے الگ سے فضائل ہیں مثلاً:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱) "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ ...." جو کوئی رمضان کی راتوں میں ایمان اور ثواب کی نیت سے کھڑا ہو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۵)

(۲) حضرت ثعلبہ بن مالک قرظیؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک رات رمضان میں نکلے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ مسجد کے گوشہ میں نماز پڑھ رہے ہیں، ارشاد فرمایا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں ایک بتلانے والے نے بتلایا کہ یا رسول اللہ! یہ لوگ حافظ نہیں ہیں، حضرت ابی ابن کعبؓ پڑھ رہے اور یہ لوگ ان کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا بہت اچھا کیا اور درست کیا۔ آپ نے اس کو ناپسند نہیں قرار دیا (بیہقی، فی المعرفة السنن والآثار ج ۴ ص ۳۹، حدیث نمبر ۵۴۰۰، آثار السنن ج ۲ ص ۴۹ بَابٌ فِيْ جَمَاعَةِ التَّرَاوِيْحِ سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۴۹۵، کذا فی ابو داؤد بَابٌ فِيْ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ ج ۱ ص ۱۹۵)

اس روایت سے صاف ثابت ہے کہ صحابۂ کرام حضرت ابی ابن کعبؓ کے پیچھے ایک زائد نماز پڑھ رہے تھے ورنہ حضور اکرم ﷺ سوال نہ کرتے یہ لوگ کیا کر رہے ہیں اور آپ ﷺ نے نماز تراویح باجماعت کی تائید و توثیق فرمائی اور پسند فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ تہجد اور تراویح الگ الگ دو نمازیں ہیں ایک نہیں، دونوں کو ایک قرار دینا بالکل غلط ہے۔

(۳) تین دن نماز پڑھانے کے بعد حضرت ابوذرؓ کی روایت میں چوتھے دن نماز تراویح کیلئے حاضر نہ ہونے کی وجہ آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی: خَشِيْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلٰوةُ اللَّيْلِ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا۔ یعنی تمہارے شوق و رغبت کو دیکھ کر مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر یہ نماز فرض قرار دے دی جائے پھر تم اس کی ادائیگی سے عاجز رہو" (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۹ بَابٌ فَضْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ، صحیح مسلم ج ۱، ص ۲۵۹، بَابُ التَّرْغِيْبِ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيْحُ)

اگر تہجد و تراویح ایک ہی نماز ہوتی تو آپ ﷺ یہ جملہ نہ ارشاد فرماتے کہ مجھے تراویح کی فرضیت کا اندیشہ ہو گیا۔ بلکہ یہ ارشاد فرماتے کہ: خَشِيْتُ اَنْ تُعَادَ عَلَيْكُمْ صَلٰوةُ اللَّيْلِ فَرِيْضَةً، یعنی مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں تم پر تہجد کی نماز دوبارہ نہ فرض کر دی جائے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کیونکہ تہجد کی فرضیت ابتداء اسلام میں ہو چکی تھی پھر امت سے اسکی فرضیت ساقط کر دی گئی۔

(۴) اگر تہجد و تراویح ایک ہی نمازیں ہوتیں تو تراویح کی بھی قضاء ہوتی، حالانکہ دونوں کو ایک کہنے والے بھی تراویح کی قضاء کے قائل نہیں ہیں۔ اور نہ کسی روایت سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح کی قضاء فرمائی ہو۔ جبکہ تہجد کی قضاء صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ جیسے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے: اِذَا فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَّجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب تہجد کی نماز درد یا تکلیف (یا نیند و تھکان) کی وجہ سے فوت ہو جاتی تو آپ دن میں بارہ رکعت پڑھ لیتے۔'' (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۶، بَابٌ فِيْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، کذا فی ابو داؤد ج ۱ ص ۱۹۰، بَابٌ فِيْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، نسائی ج ۱ ص ۱۹۹، شرح السنہ ج ۳ ص ۶۹، حدیث نمبر ۹۸۶)۔ اور نسائی شریف میں ہے: وَكَانَ اِذَا شَغَلَهُ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ نَوْمٌ أَوْ مَرَضٌ أَوْ وَجَعٌ صَلّٰى ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً یعنی جب بوجہ درد، مرض اور نیند تہجد کی نماز آپ سے فوت ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کو بارہ رکعت پڑھ لیتے تھے''۔ (نسائی ج ۱ ص ۱۸۲، بَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ، ترمذی ج ۱ ص ۱۰۰، اَبْوَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ)

(۵) صحیح بخاری جلد ۱ ص ۲۶۹ باب فضل من قام رمضان میں روایت ہے کہ ''حضرت فاروق اعظمؓ تراویح کے بعد تہجد کی ترغیب دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ نماز جس سے تم سو جاتے ہو (نماز تہجد) وہ افضل ہے اس نماز (تراویح) سے جو تم پڑھتے ہو''۔

(۶) اسی طرح امام بخاریؒ جن کی روایت کا غیر مقلدین حوالہ دیتے ہیں ان کا عمل بھی تراویح اور تہجد الگ الگ پڑھنے کا تھا (مقدمہ فتح الباری ہدی الساری صفحہ ۴۸۲)۔ اس لئے غیر مقلدین کا تراویح کا تہجد پر قیاس غلط ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ غیر مقلدین کا تراویح کو تہجد کہنا، انکارِ تراویح کا ایک نیا روپ ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

”تراویح آٹھ رکعات سنت ہے“ دعویٰ کی حقیقت

غیر مقلدین آٹھ رکعات تراویح کے دلائل میں دو قسم کی روایات پیش کرتے ہیں۔

(۱) غیر صریح روایات (جو دراصل تہجد کیلئے ہیں) (۲) صریح روایات

آٹھ رکعات تراویح

غیر صریح روایات ↓	صریح روایات ↓
یہ تمام روایات ”تہجد اور تراویح ایک ہے“ کے قیاس پر مبنی ہیں جو دعویٰ بے دلیل ہے اسلئے صرف قیاس کا درجہ رکھتی ہیں۔ غیر مقلدین قیاس کے منکر ہیں اسلئے غیر صریح روایات بطور دلیل قابل قبول نہیں۔	یہ تمام روایات صرف حضرت جابرؓ سے مروی ہیں اور ان میں ایک راوی عیسیٰ بن جاریہ ہیں جن پر کلام ہے اس لئے یہ روایات ”صحیح“ درجہ تک نہیں پہنچ سکتیں۔ اور غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ان کی دلیل صرف صحیح حدیث ہوتی ہے، اس لئے بطور دلیل یہ روایات بھی نا قابل قبول ہیں۔

غیر صریح روایات

حضرت ابوسلمیٰ بن عبدالرحمن روایت کرتے ہیں انہوں نے سیدہ عائشہؓ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ کی نماز (شبینہ) کیسی ہوتی تھی۔ فرمایا رمضان اور اسکے علاوہ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعات پڑھتے، ان کی طوالت اور خوبی بس کیا پوچھتے ہو۔ پھر چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں۔ فرمایا عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم، باب قیام النبی ﷺ فی رمضان وغیرہ ج ۱ ص ۱۵۴، صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ ج ۱ ص ۲۵۴)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت عائشہؓ کی حدیث میں	غیر مقلدین کا عمل
(۱) حدیث میں سال بھر قیام اللیل کا ذکر ہے	(۱) صرف رمضان میں تراویح پڑھتے ہیں۔
(۲) حدیث میں چار چار رکعت کا ذکر ہے	(۲) دو دو رکعت پڑھتے ہیں۔
(۳) حدیث میں آخر شب میں پڑھنے کا ذکر ہے	(۳) عشاء کے بعد فوراً پڑھتے ہیں۔
(۴) حدیث میں اکیلے نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔	(۴) جماعت سے پڑھتے ہیں۔
(۵) حدیث میں سو کر اٹھنے کے بعد کا ذکر ہے۔	(۵) عشاء کے بعد سوئے بغیر تراویح پڑھتے ہیں۔
(۶) حدیث میں گھر میں پڑھنے کا ذکر ہے۔	(۶) مسجد میں تراویح پڑھتے ہیں۔

اس لئے تراویح کی دلیل میں یہ روایت ہرگز قابل قبول نہیں۔ اس روایت کو تراویح کے سلسلے میں بطور استدلال پیش کرنا کئی وجوہ سے قابل قبول نہیں ہے۔ کیونکہ:

(۱) اس میں اکیلے نماز پڑھنے کا ذکر ہے جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح جماعت سے پڑھائی ہے۔

(۲) اس میں اس نماز کا ذکر ہے جو رمضان، غیر رمضان سارے سال میں پڑھی جاتی ہے جب کہ تراویح سارے سال میں نہیں پڑھی جاتی۔

(۳) اس حدیث میں آخر رات نماز پڑھنے کا ذکر ہے جو تہجد ہے نہ کہ اول رات جو تراویح ہے

(۴) اس میں گھر میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح مسجد میں پڑھی جاتی ہے۔

(۵) اس میں وتر سے پہلے سونے کا ذکر ہے اور غیر مقلدین تراویح اور وتر کے درمیان مسجد میں کبھی نہیں سوتے۔

(۶) اس حدیث میں سارا سال تین وتر پڑھنے کا ذکر ہے جب کہ غیر مقلدین ایک وتر پڑھ لیتے ہیں۔

(۷) کسی حدیث میں یہ جملہ نہیں ''تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے'' اسلئے تراویح کی دلیل میں اسے نقل کرنا خیانت ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۸) اس حدیث میں چار چار رکعات پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح میں دو دو رکعات پڑھی جاتی ہیں۔

(۹) غیر مقلدین یہ روایت امام بخاریؒ کے حوالہ سے تراویح کیلئے پیش کرتے ہیں جبکہ حضرت امام بخاریؒ کا عمل بتاتا ہے کہ وہ دونوں (تراویح اور تہجد) کو علاحدہ علاحدہ سمجھتے تھے، ہدی الساری مقدمہ فتح الباری (۴۸۲) پر ہے ''رمضان المبارک کی رات کے ابتدائی حصہ میں امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کے یہاں انکے شاگرد جمع ہوجاتے پھر وہ انہیں نماز پڑھاتے اور ہر رکعت میں بیس آیتیں پڑھتے تھے ایسے ہی ختم قرآن تک سلسلہ جاری رہتا اور سحر کے وقت (تہجد میں) نصف سے تہائی قرآن تک پڑھتے اور سحر کے وقت ہر تین رات میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ اسلئے غیر مقلدین کا امام بخاریؒ کے حوالہ سے اس کو تراویح کی دلیل میں پیش کرنا ناقابل قبول ہے۔

(۱۰) اس روایت میں حضرت عائشہؓ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ ﷺ چار، چار اور تین رکعات پڑھتے تھے۔ اور غیر مقلدین دو دو رکعات پڑھتے ہیں، گویا ان کے نزدیک اسکی خلاف ورزی سنت کی خلاف ورزی نہیں ہیں۔ ایسی حالت میں دوسروں پر اس سے حجت قائم کرنا یا کسی دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرنا بالکل خلاف انصاف و دیانت ہے۔

اسی طرح دیگر روایات جو تراویح کے سلسلہ میں صریح نہیں ہیں (اگرچہ وہ صحیح ہوں) مگر بطور استدلال قیاس کا درجہ رکھتی ہیں قیاس سے سنت نہیں ثابت ہوتی اسلئے دلیل میں ہرگز قابل قبول نہیں ہیں۔

صریح روایات

جن روایات میں تراویح کی تعداد کا ذکر ہے وہ تمام روایات ''حضرت جابر بن عبداللہؓ'' سے مروی ہیں۔ مثلاً

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم کو نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک میں آٹھ رکعات (تراویح) اور وتر پڑھائی، جب دوسری رات آئی تو ہم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سب مسجد میں جمع ہوئے اور ہمیں امید تھی کہ آپ ﷺ نکلیں گے لیکن آپ ﷺ نہیں نکلے تو ہم مسجد میں صبح تک رکے رہے پھر ہم نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور کہا اے اللہ رسول ﷺ ہم سب گذشتہ رات مسجد میں جمع تھے اور ہمیں امید تھی کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں گے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں تم پر فرض نہ کر دی جائے۔ (المعجم الصغیر للطبرانی ص ۱۹۰، قیام رمضان ص ۱۵۵، صحیح ابن خزیمہ جماع ابواب ذکر الوتر ج ۲ ص ۱۳۸ حدیث ص ۱۰۷۰، صحیح ابن حبان کتاب الصلوٰۃ ج ۵ ص ۶۲ حدیث ۲۴۰۱)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضرت اُبی بن کعبؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ (میرے دل میں) ایک رات کے متعلق کچھ ہے یعنی رمضان کی رات کے متعلق، نبی کریم ﷺ نے پوچھا اے اُبی وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ ہمارے گھر میں کچھ عورتیں تھیں انہوں نے کہا کہ ہم قرآن پڑھنا نہیں جانتیں، لہٰذا ہم آپ کی اقتدا کریں گی، فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو آٹھ رکعات اور وتر پڑھائی آپ ﷺ نے (یہ سن کر) سکوت اختیار فرمایا چنانچہ یہ رضامندی والی سنت ہوگئی۔ (مسند ابی یعلیٰ ج ۳ ص ۳۳۶ حدیث ۱۸۰۱، مجمع الزوائد کتاب الصلوٰۃ، بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَؤُمُّ النِّسَاءَ ج ۲ ص ۷۴)

استدلال پر اعتراضات: پہلی روایت کے بارے میں صاحب آثار السنن نے لکھا ہے کہ (وفی اسنادہ لین) اس کی اسناد میں کلام ہے۔

دوسری روایت کے بارے میں حضرت ابی بن کعبؓ کے اس واقعہ کے بارے میں یہی محقق نہیں ہے کہ یہ رمضان کا واقعہ ہے، کیونکہ لفظ ''فی رمضان'' اس روایت میں مدرج ہے یعنی راوی کا اپنا لفظ ہے۔ (اسلئے اس روایت کو تراویح کی دلیل میں پیش کرنا ہی غلط ہے)۔

مزید یہ کہ حضرت جابرؓ سے انکی احادیث کی روایت کرنیوالا صرف ایک شخص ہے اور وہی ایک شخص حضرت جابرؓ کے واسطے سے ان رکعات کی تعداد نقل کرتا ہے اس کا نام ''عیسیٰ بن جاریہ'' اور اسماء الرجال کی کتابوں میں عیسیٰ بن جاریہ کا حال درج ذیل ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عیسیٰ بن جاریہ: امام یحییٰ بن معین نے اس کی نسبت لکھا ہے "لیس بذاك" وہ قوی نہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کے پاس متعدد منکر روایتیں ہیں۔

امام نسائی نے کہا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے اور کہا ہے کہ وہ متروک ہے۔

امام ابوداؤد نے کہا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے۔

ساجی و عقیلی نے اس کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے۔

ابن عدی نے کہا ہے کہ اس کی حدیثیں محفوظ نہیں ہیں (یعنی شاذ و منکر ہیں۔)

(تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۱۷۹، میزان الاعتدال ج ۵ ص ۳۷۴)

یہ سات جرحیں ہیں جو عیسیٰ بن جاریہ پر کی گئی ہیں۔ اور ان کے مقابل صرف ایک امام ابوزرعہ ہیں جنھوں نے عیسیٰ بن جاریہ کو "لا بأس به" (اس میں کوئی مضائقہ نہیں) کہا۔ اور دوسرے "ابن حبان" ہیں جنھوں نے اسکو ثقات میں سے ذکر کیا ہے۔ اور اصولِ حدیث کا قاعدہ ہے کہ جرح مفصل تعدیل پر مقدم ہوتی ہے، لہٰذا عیسیٰ بن جاریہ اصولاً مجروح قرار پائیگا۔

اس تصریح کے بموجب از روئے اصل عیسیٰ کی یہ روایت قابلِ قبول نہیں ہوسکتی بالخصوص جب کہ حضرت جابرؓ سے اس بات کا نقل کرنے میں وہ منفرد ہے، دوسرا کوئی اسکا مؤید و متابع موجود نہیں، نہ کسی دوسرے صحابی کی حدیث اسکی شاہد ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت کرنے میں اسکے منفرد ہونیکی دلیل تو یہ ہے کہ امام طبرانی نے عیسیٰ کی یہ روایت نقل کرنیکے بعد لکھا ہے لایروی عن جابربن عبداللہ الابھذا الاسناد یعنی حضرت جابر سے بجز اس سند کے کسی دوسری سند سے یہ حدیث مروی نہیں ہے (بحوالہ رکعات تراویح ص ۲۸)۔

چونکہ تراویح کے سلسلے میں آٹھ رکعات پر جتنی صریح روایات ہیں ہر ایک کا مدار "عیسیٰ بن جاریہ" پر ہے اسلئے یہ روایات صحیح کے درجہ تک نہیں پہنچتیں۔ اور غیر مقلدین کے نزدیک صرف صحیح روایات ہی حجت ہیں۔ اسلئے تمام صریح روایات بطور استدلال نا قابل قبول ہیں۔ غرض "آٹھ رکعات تراویح سنت ہے" اس دعویٰ کی دلیل میں غیر مقلدین کے پاس کوئی صحیح صریح حدیث موجود نہیں ہے اسلئے انکا دعویٰ رد ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

''تراویح بیس رکعات سنت ہے''

جمہور امت کے اس دعویٰ کے دلائل وشواہد

- ابوبکر ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، اور عبد بن حمید نے اپنے مسند میں اور بغوی نے اپنے معجم میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور بیہقی نے سننِ کبریٰ ج ۲ ص ۲۹۶ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ:

حدثنا یزیدبن ھارن قال اخبرنا ابراھیم ان عثمان عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر۔

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ "کَمْ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ مِنْ رَکْعَۃٍ" ج ۵ ص ۲۲۵)

اس حدیث کی اسناد میں ایک راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان واقع ہے اور وہ مجروح راوی ہے، اس لئے اس کی یہ روایت ضعیف قرار دی گئی ہے، اس کو ضعیف کہنے والوں میں ابنِ حجر، سیوطی، ابن الھمام اور عیسیٰ وغیرہم شامل ہیں، اور کچھ شبہ نہیں کہ ابراہیم بن عثمان پر سخت سخت جرحیں نقل کی گئی ہیں، مگر اسمیں بھی کچھ شبہ نہیں کہ جتنی جرحیں نقل کی جاتی ہیں سب مقبول نہیں ہیں، بعض ان میں مردود بھی ہیں لیکن افسوس کی بات ہے مقبول جرحوں کیساتھ مردود جرحوں کو بھی نقل کر دیا جاتا ہے:

دلچسپ بات یہ ہے کہ جس سند سے یہ روایت منقول ہے یعنی ''ابوشیبہ (ابراہیم بن عثمان) عن حکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ'' اسی سند سے غیر مقلدین نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی ''فرضیت'' کی دلیل لیتے ہیں۔ اس لئے اصولاً غیر مقلدین اس پر اعتراض نہیں کر سکتے۔

امام بیہقی کی سننِ کبریٰ ج ۲ ص ۴۹۶ میں حضرت سائب بن یزیدؓ راوی ہیں کہ ''حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانہ میں لوگ رمضان کے مہینہ میں بیس رکعات پڑھتے تھے''،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسی اثر کو امام بیہقی نے ''یزید بن خصیفہ'' کے طریق سے معرفۃ السنن میں بھی روایت کیا ہے۔

ویسے تو غیر مقلدین کا تعلق استدلال کے سلسلہ میں آثار سے نہیں ہے لیکن وہ مغالطہ دینے کیلئے آثار کی بحث بھی درمیان میں لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے بیس رکعات تراویح کا اثر صحیح نہیں ہے، کیونکہ مؤطا امام مالک میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے گیارہ رکعتوں کا حکم دیا۔ دراصل غیر مقلدین سعید بن منصور کی روایت کے سلسلہ میں بحث کرتے ہیں۔ لیکن سعید بن منصور کے اثر کی حقیقت درجِ ذیل ہے۔

سعید بن منصور یا مؤطا امام مالک میں حضرت سائب بن یزید سے روایت کرنے والے محمد بن یوسف ہیں اور محمد بن یوسف کے پانچ شاگرد ہیں اور پانچوں کا بیان باہم مختلف ہے۔ امام مالکؒ سے بحکم حضرت عمرؓ گیارہ رکعتوں کا ذکر ہے، یحییٰ قطان سے گیارہ رکعتوں کا ذکر ہے (حضرت عمرؓ کے حکم کا تذکرہ نہیں ہے)، عبدالعزیز بن محمد سے گیارہ رکعتوں کا ذکر ہے (اس میں نہ حکم کا ذکر ہے نہ ابی وتمیم کا)، ابن اسحاق سے تیرہ رکعتوں کا ذکر ہے، عبدالرزاق کے شیخ داؤد بن قیس سے اکیس رکعتوں کا ذکر ہے بحکم حضرت عمرؓ۔ پس اصول حدیث کی رو سے یہ اثر ''مضطرب'' ہے۔ اور اس حالت میں جب تک کہ کسی ایک طریق کو اصول کے مطابق ترجیح نہ دی جائے یا تمام طرق میں تطبیق نہ دی جائے اسوقت تک کسی مدعا کے ثبوت میں پیش کرنا درست نہیں ہے۔ جب کہ سائب بن یزید کے ایک دوسرے شاگرد یزید بن خصیفہ ہیں انکی روایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے یزید کے کل شاگرد بلا اختلاف سائب بن یزید کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ پس ''یزید بن خصیفہ'' کے طریق سے یہ اثر ''صحیح'' ہے۔ اور سننِ سعید بن منصور کی مذکورہ (مؤطا امام مالک کی) روایت ترجیح یا تطبیق کے بغیر قابلِ اعتماد نہیں ہے اور ترجیح کے بعد گیارہ کا ثبوت ہی نہیں ہوگا۔ اسلئے غیر مقلدین کی یہ ابلہ فریبی لائقِ توجہ ہی نہیں ہے۔ اور سننِ کبریٰ اور معرفۃ السنن کی بیس رکعات والا اثر قابلِ حجت ہے۔

مزید یہ کہ حضرت عمرؓ کے عہدِ مبارک میں تراویح کی بیس رکعتوں کا ثبوت تنہا سائب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ؓ ہی کی روایت سے نہیں ہوتا، بلکہ اسکے علاوہ متعدد آثار سے بھی ہوتا ہے، جو درج ذیل ہیں۔

(۱) ''حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں تیئس (۲۳) رکعتیں (مع وتر) پڑھتے تھے''۔ (مؤطا مع تنویر ج ۱ ص ۱۳۸، سنن کبریٰ ج ۲ ص ۴۹۶، قیام اللیل ص ۹۱)

(۲) عبدالعزیز بن رفیع کا اثر ہے، جو مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے ''حضرت اُبی بن کعب لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے'' (چونکہ حضرت اُبیؓ کی وفات اکثر لوگوں کے قول کے مطابق عہد فاروقی میں ہوئی ہے، اسلئے یہ بیان بھی عہد فاروقی سے متعلق ہے) (مصنف ابن ابی شیبہ "کَمْ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ مِنْ رَکْعَةٍ" ج ۵ ص ۲۲۴)

(۳) یحییٰ بن سعید انصاری کا اثر ہے کہ ''حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائے'' (مصنف ابن ابی شیبہ "کَمْ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ مِنْ رَکْعَةٍ" ج ۵ ص ۲۲۳)

(۴) خود حضرت ابیؓ سے روایت ہے ''کہ حضرت عمرؓ نے ابی کو حکم دیا کہ لوگوں کو رات کے وقت رمضان میں نماز پڑھایا کرو، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ لوگ دن میں روزہ رکھتے ہیں، اور قرآن خوب اچھا پڑھنا نہیں جانتے لہٰذا کاش تم رات میں پڑھتے، اُبیؓ نے جواب دیا کہ امیر المومنین یہ بات پہلے نہیں ہوئی (یعنی ایک امام کے ساتھ سب کا اکٹھا ہو کر پڑھنا) تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں جانتا ہوں لیکن یہ اچھا ہے، چنانچہ ابی نے ان کو بیس رکعتیں پڑھائیں (کنز العمال ج ۴ ص ۲۸۴ بحوالہ ابن منیع و آثار السنن ج ۲ ص ۶۰)

(۵) محمد بن کعب قرظیؒ کا اثر ہے ''حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگ بیس رکعتیں پڑھتے تھے، اور قرأت لمبی کرتے تھے، اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے) (قیام اللیل ص ۹۱)۔

(۶) زید بن وہب کا اثر ہے ''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہم کو رمضان میں نماز پڑھاتے تھے، جب فارغ ہو کر واپس ہوتے، تو ابھی رات رہتی تھی۔ اعمش نے کہا کہ وہ (حضرت ابن مسعودؓ) وتر کے علاوہ بیس رکعتیں پڑھتے تھے، اور تین رکعات وتر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پڑھتے تھے (قیام اللیل ص ۹۱)۔

درج بالا چھ (۶) آثار حضرت سائب بن یزید کے اثر کی تائید میں ہے۔

❁ سننِ بیہقی (ج ۲ ص ۴۹۶) وغیرہ میں مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے رمضان میں قراء کو بلایا اور ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھایا کرے، اور وتر حضرت علیؓ پڑھاتے تھے، امام بیہقی اس اثر کو قوی تسلیم کرتے ہیں، اسلئے کہ انہوں نے پہلے شتیر ابن شکل کی نسبت نقل کیا ہے کہ ''وہ حضرت علیؓ کے اصحاب میں تھے، اور لوگوں کو رمضان میں بیس رکعتیں تراویح کی اور تین وتر کی پڑھایا کرتے تھے،'' اسکو نقل کر کے فرمایا کہ اسمیں قوت ہے۔ (یعنی یہ قوی اثر ہے)۔ پھر اسکی دلیل میں مذکورۂ بالا اثر بیہقی نے نقل کیا ہے، اس عبارت کے آخر میں بیہقی نے یہ بھی تصریح کر دی کہ حضرت علیؓ کا یہ اثر دوسرے طریق سے بھی مروی ہے، لہٰذا تنہا بھی یہ اثر قوی تھا، اور اب تو مجموعی طور پر اتنا قوی ہو گیا کہ اسمیں کلام کی گنجائش ہی نہیں رہ گئی۔

بیس رکعات پر اجماع

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل رمضان المبارک میں بیس رکعات اور وتر پڑھنے کا نقل کیا گیا ہے چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعات اور وتر پڑھا کرتے تھے'' (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۲۵ مسند عبد حمید ص ۳۹۴ ج ۱۲ اور معجم بغوی۔ معجم کبیر)

حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری سے مروی ہے کہ میں حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ رمضان کی ایک رات میں مسجد نبوی کی جانب نکلا تو لوگ مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے نظر آئے کوئی خود نماز پڑھ رہا تھا کوئی کچھ لوگوں کیساتھ لے کر پڑھ رہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میں ان لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دوں تو بہت عمدہ ہوتا..... حضرت ابی بن کعبؓ کی امامت میں سب کو جمع کر دیا۔ (صحیح بخاری شریف ص ۲۶۹ ج ۱، موطا امام مالک ص ۴۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ انہیں بیس رکعات پڑھائے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۲۵)

حضرت سائب بن یزیدؒ سے صحیح سند کیساتھ روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگ بیس رکعات پڑھا کرتے تھے (سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶) حضرت سائب بن یزیدؓ کا یہ اثر یزید بن خصیفہ کے طریق سے سب سے زیادہ صحیح ہے۔

حضرت عمرؓ کے عہد میں بیس پر اجماع ہو گیا۔ غیر مقلدین اسکے خلاف ایک روایت بھی پیش نہیں کر سکتے جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں کسی نے اس کیخلاف کیا یا کہا ہو صحیح روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کا اجماع بیس رکعات تراویح پر تھا نیز اُمّت مسلمہ عملاً خیر القرون سے ساڑھے بارہ سو برس تک بیس رکعات تراویح پر مجتمع رہی ہے مذکورہ عرصہ میں دنیا کی کسی مسجد کا نام تک نہیں پیش کیا جا سکتا جس میں صرف ''آٹھ رکعات'' تراویح پڑھی جاتی ہو۔ عملاً رکعات کا یہ اختلاف نو زائیدہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت اختلاف دیکھے گا پس میری سنّت اور خلفائے راشدین کی سنّت کو لازم پکڑنا جو کہ ہدایت یافتہ ہیں اسے خوب مضبوطی سے پکڑے رہو۔'' (ابوداؤد ص ۱۹۵ ج ۲۔ ترمذی ص ۹۰ ج ۲۔ ابن ماجہ ص ۵)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جمہور امت کے نزدیک بیس رکعات تراویح ''سنت'' ہے تو پھر خلفاء راشدین کے عہد کے آثار کو ''سنت'' کیلئے کیوں دلیل بنایا گیا؟

اس کے جوابات درج ذیل ہیں:

عملِ متوارَث: بیس رکعات تراویح دور نبوی اور خاص طور سے دور فاروقی سے بطور توارث اور تعامل منقول ہونے والا عمل بھی ہے۔ درج ذیل آیات کریمہ عملِ متوارَث کی اہمیت و نزاکت کو بتا رہی ہیں جن سے صرف نظر ممکن ہی نہیں ہے۔

(۱) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ... تم میں جو لوگ ایمان لاویں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائیگا جیسے ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی، اور جس دین کو ان کیلئے پسند فرمایا ہے اسکو ان کیلئے قوت دے گا، اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو مبدل بہ امن کر دیگا (سورہ نور آیت نمبر ۵۵)

(۲) اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ یہ لوگ تو ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور (دوسروں) کو بھی نیک کاموں کے کرنے کو کہیں، اور برے کاموں سے منع کریں، اور سب کاموں کا اختیار تو خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ (سورہ حج آیت نمبر ۴۱)

ان آیتوں میں اس حقیقت کی جانب اشارہ ہے کہ خلفائے راشدین میں جمیع بلاد اسلامیہ میں مختلف پہلوؤں سے نفاذ شریعت کے سلسلہ میں جو محنتیں کی ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ ہیں، ان کے زمانے میں جس کسی مسئلہ پر عملاً یا قولاً اتفاق ہو گیا، خواہ وہ کسی ایک اسلامی شہر یا ملک کا اتفاق ہو یا پوری خلافت اسلامیہ کا مجموعی طور پر اتفاق ہو وہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے تمکین کے مرادف ہیں۔ ان آیات کی یہ تفسیر و مفہوم بہت سی تفسیر کی کتابوں میں ہے مثلاً تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۴۳۶، تفسیر بحر محیط ج ۶ ص ۴۸، تفسیر بیضاوی ج ۴ ص ۱۲۹، تفسیر کشاف ج ۳ ص ۱۶۲ وغیرہ۔ لہٰذا عہد خلافت راشدہ کے اجماعی مسائل کی خلاف ورزی ہرگز جائز نہیں ہوگی، چنانچہ تراویح کی بیس رکعات، ایک مجلس کی تین طلاقوں کا تین شمار ہونا، نکاح متعہ کی حرمت، جمعہ کی اذان اوّل کا اضافہ، عورتوں کو مسجد میں جانے سے ممانعت، قرآن کریم کو ایک صحیفہ میں جمع کرنا، یا مصحف عثمانی ہی کا سب کو پابند کیا جانا وغیرہ، یہ سب امور خیر محض ہیں، اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہ کیا ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے خلاف کوئی خبر واحد صحیح ہی کیوں نہ منقول ہو۔ (یعنی اس کے خلاف صحیح حدیث بھی منقول ہو تب بھی عہد خلافت راشدہ کے اجماعی مسائل کی خلاف ورزی ہرگز جائز نہیں ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث: ''تم پر لازم ہے میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سنت'' کے تحت بیس رکعات تراویح بھی ''سنت'' تسلیم کی گئی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلفاءِ راشدین کے طریقہ کو بھی سنت کہا ہے۔ مزید یہ کہ اس پر صحابہ کا اجماع بھی ہو گیا۔

بیس رکعات کا چھوڑنے والا گنہگار ہوگا

تراویح میں بیس رکعات سنت مؤکدہ ہیں اسلئے کہ ان پر خلفائے راشدین نے مواظبت فرمائی ہے اور پہلے بتایا جا چکا ہے کہ خلفائے راشدین کی سنت بھی واجب الاتباع ہے اور اس کا چھوڑنے والا گنہگار ہے۔ لہٰذا جو شخص آٹھ رکعت پر اکتفا کرے وہ بُرا کام کرنے والا ہے کیوں کہ اس نے خلفائے راشدین کی سنت ترک کر دی..... سنت مؤکدہ کا تارک گنہگار ہوگا۔ (تحفۃ الاخیار، ص:۲۰۹)

آٹھ رکعات کے مدعیوں سے سوالات

(۱) ایک صحیح صریح حدیث پیش کیجئے کہ ''تراویح کی نماز آٹھ رکعات ہے''؟

(۲) صحیح صریح حدیث پیش کیجئے کہ ''تراویح اور تہجد کی نماز ایک ہی ہے''۔ غیر رمضان میں اکیلے پڑھی جاتی ہے اور ''نفل'' ہوتی ہے اور رمضان میں جماعت کیساتھ، اور ''سنت'' ہوتی ہے؟

(۳) عہد فاروقی سے حدوث اہلحدیث تک (تقریباً ساڑھے بارہ سو سال) کے عرصہ میں دنیا کی کسی ایک مسجد کا نام پیش کیجئے جس میں تراویح کی جماعت آٹھ رکعات ہوتی ہو؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

"۸ رکعت مسنون تراویح پر اکابر علمائے احناف کی شہادت" کی حقیقت

جمیع اہلسنت والجماعت (احناف، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ) کے نزدیک تراویح کی بیس رکعات مسنون ہیں۔ فرقۂ اہل حدیث وغیر مقلدین کے پاس تراویح کے سلسلے میں کوئی حدیث ہوتی کہ "تراویح کی آٹھ رکعات سنت ہیں"۔ تو بغیر قیل وقال کے وہ پیش کر دیتے لیکن ان کے پاس دلیل ہے ہی نہیں۔ اسلئے وہ دوسرے طریقوں سے امت محمدیہ کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ایک کتابچہ بنام-"۸ رکعت مسنون تراویح پر اکابر علماءِ احناف کی شہادت"۔ شائع کر کے امت کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ "فقہ حنفی" فرقۂ غیر مقلدین کی طرح تو ہے نہیں کہ ان کا ہر فرد خود ایک امام ہے جو کہہ دیا وہی فرقۂ اہل حدیث یا غیر مقلدین کا موقف ہے۔ اور نہ ہی فقہ حنفی کی عمارت کوئی ریت کے ڈھیر پر ہے کہ جو چاہے اسے ڈھا دے۔ "فقہ حنفی" میں علماءِ کرام کے طبقات بھی مقرر ہیں اور اس کے مفتیٰ بہ اقوال بھی طے ہیں اسلئے کسی بھی حوالے سے کسی حنفی کا مسلک تبدیل نہیں ہوسکتا۔ مذکورہ کتابچے میں امام طحاویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، علامہ ابن ہمامؒ، ملا علی قاریؒ، مولانا عبدالحی لکھنویؒ، مولانا محمد حسن نانوتویؒ کا نام استعمال کر کے ان کو آٹھ رکعت تراویح کا قائل بتانے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ مذکورہ علماءِ کرام کی ذاتی رائے حنفی مسلک میں کوئی دلیل ہی نہیں رکھتی۔ جن مجتہدین کے اجتہادات (رائے) حنفی مسلک میں اہمیت رکھتے ہیں وہ سب متعین ہیں۔ اس لئے ان کے نام کا استحصال حنفی مسلک میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ اگر مذکورہ علماء کے مذکورہ اقوال ہوتے تب بھی متعینہ موقف پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ لیکن فرقۂ اہلحدیث وغیرہ مقلدین کی حالت قابل رحم ہے کہ مذکورہ علماء کے سلسلے میں بھی انھوں نے جھوٹ اور دروغ گوئی سے کام لیا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ :

ان کے تعلق سے غیر مقلدین نے تراویح کے سلسلہ میں حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت کا حوالہ تو دیا لیکن انھوں نے اس روایت کو جس حدیث کی کتاب سے نقل کیا یعنی ابویعلی سے اس کو حذف کر گئے۔ کیونکہ معلوم ہے کہ ابویعلی کی یہ روایت ''مُدْرَجْ'' ہے اور اس میں تراویح تو کیا لفظ ''رمضان'' ہی مرفوع حدیث میں نہیں ہے اسلئے تراویح کی دلیل میں اس حدیث کو پیش کر سکتے ہی نہیں۔ نیز یہ کہ مولانا محمد یوسفؒ نے حیاۃ الصحابہ میں مذکورہ روایت کو تراویح کے سلسلہ میں صحابیات کے شوق کو پیش کیا ہے نہ کہ تراویح کی رکعات کی تعداد کے سلسلہ میں پیش کیا۔ چونکہ غیر مقلدین کے پاس آٹھ رکعات تراویح کے سلسلہ میں کوئی صحیح صریح حدیث موجود نہیں ہے تو بیچارے، موصوف کی پیش کردہ روایت ہی کو آٹھ رکعت کی حمایت میں پیش کر دیا۔ ؎ توبہ ٹوٹی بھی تو ٹوٹے ہوئے پیمانوں سے

موصوف کا عمل: حضرت مولانا محمد یوسفؒ بیس رکعات تراویح کے قائل تھے اور اخیر دم تک اسی پر عمل کیا ہزاروں افراد آج بھی اس کے شاہد ہیں۔

علماءِ احناف کے پیش کردہ اقوال کی حقیقت

جمیع اہلسنت والجماعت (احناف، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ) کے نزدیک تراویح کی بیس رکعات سنت ہیں، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن علماءِ کرام میں بحث اس میں ہے کہ یہ سنت، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے یا یہ خلفاءِ راشدین کی سنت ہے۔

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول یا فعل سے نماز تراویح کی رکعات کا کوئی عدد متعین طور پر ثابت ہے یا نہیں؟'' اس بحث میں علماءِ اسلام کے دو گروہ ہیں۔

''قول و فعل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تراویح کا کوئی معین عدد ثابت ہے یا نہیں''؟ محدث جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی نے رکعاتِ تراویح ص ۱۶، ۱۷ پر مذکورہ عنوان کے تحت تحریر فرمایا ہے کہ ''اس مسئلہ میں اسلام کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ جن میں شیخ الاسلام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابن تیمیہؒ، علامہ سبکی اور سیوطی وغیرھم شامل ہیں۔ان کی تحقیق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول وفعل سے تراویح کا کوئی معیّن عدد ثابت نہیں ہے۔اس جماعت کی تحقیق میں وہ تمام روایات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تراویح کا معیّن عدد بتانے کیلئے پیش کی جاتی ہیں، خواہ آٹھ ہوں یا بیس وہ سب روایتیں یا تو صحیح نہیں ہیں، یا غیر متعلق ہیں، یعنی ان میں تراویح کا نہیں بلکہ کسی دوسری نماز کا عدد بتایا گیا ہے۔(یہ حضرات بیس رکعات تراویح کو سنتِ خلفاء راشدین مانتے ہیں اور اسی پر عمل پیرا تھے)۔

علماء کا دوسرا گروہ وہ ہے جو مانتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عدد معیّن ثابت ہے جیسے فقہاء احناف میں قاضی خاں وطحاوی وغیرہ اور شوافع میں رافعی وغیرہ کہ یہ لوگ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیس کا عدد ثابت مانتے ہیں''۔

معلوم یہ ہوا کہ جمیع اہلسنت والجماعت علماء بیس رکعات تراویح ہی کو سنت مانتے ہیں اور اسی پر عمل پیرا ہیں۔لیکن ان میں بحث یہ ہے کہ یہ بیس رکعات کا عدد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے یا خلفاءِ راشدین کے اجماع سے ثابت ہے اسلئے مذکورہ کتابچہ میں جتنے بھی اقوال محققین علماء کرام کے حوالے سے نقل کئے گئے ہیں ان کی تحریرات میں یہ بحث تو ہے کہ یہ تراویح کی بیس رکعات سنت کس سے ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یا خلفاء راشدین سے؟ لیکن سب اس بات پر متفق ہیں کہ خلفاء راشدین کے اجماع کے بعد اب بیس رکعات ہی سنت ہیں اور اسی پر عمل کرنا چاہئے۔اب ان کی نقل کردہ تحریرات کو اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ غیر مقلدین نے ان کی بحثوں سے مختلف جملے اٹھا کر اس کتابچے میں امتِ محمدیہ کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ:

اس میں شک نہیں کہ تراویح میں بیس رکعت کی حد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محدثین کے اصولی طریقے پر مرفوعاً ثابت نہیں ہے.....(اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ج ۱ ص ۳۹)۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

معلوم یہ ہوا کہ یہاں موصوف پہلے گروہ کی بحث نقل کر رہے ہیں۔ جبکہ حضرت شیخ الحدیث نے اسی کتاب میں بیس رکعات سنت ہونے کی تحقیق کو پیش کیا ہے۔

موصوف کا عمل: مولانا سہارنپور میں اپنی خانقاہ میں اپنے مریدین کے ساتھ پورے ماہِ رمضان کا اعتکاف کرتے تھے اور سب لوگ بیس رکعات تراویح کا اہتمام کرتے تھے۔ آج بھی ہزاروں لوگ اس کے گواہ ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ: گیارہ رکعت تراویح (مع وتر) سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت و موکد ہے۔ (رسالہ الحق الصریح)

محدث جلیل نے رکعات تراویح کے صفحہ ۲۵ پر تحریر فرمایا ہے۔ اور اب خاص احناف کے اطمینان کیلئے عرض کرتا ہوں کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ اور حضرت مولانا قاسم نانوتوی قدس سرہ بھی دونوں تراویح و تہجد میں مغائرت کے قائل ہیں اور ہر ایک کو دوسرے سے الگ مانتے..... اور حضرت نانوتوی نے ''الحق الصریح'' ص ۴ میں دونوں کے الگ الگ ہونے کو موجّہ قرار دیا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ: اہلحدیثوں نے مذکورہ کتابچے میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ کو شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند لکھا ہے۔ یہ صرف احناف کو گمراہ کر کے ان کی بحث کا ناجائز فائدہ اٹھانے کیلئے کہا ہے۔ جبکہ موصوف کبھی بھی دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث نہیں رہے، بلکہ تعلیم الدین ڈھابیل کے شیخ الحدیث رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آٹھ رکعت (تراویح) صحیح ثابت ہیں لیکن بیس رکعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ضعیف سند سے مروی ہے اور اس کے ضعف پر سب کا اعتراف ہے۔

(العرف الشذی تقریر ترمذی ص ۳۲۹)

لیکن غیر مقلدین العرف الشذی کی آگے کی تحریر حذف کر گئے جس میں لکھا ہے "واما فعل الفاروق فقد تلقاہ الامة بالقبول ... تکون سنة الشریعةِ" یعنی حضرت عمر فاروقؓ کے فعل کو امت کی تلقی بالقبول حاصل ہے، بیس رکعات تراویح سنت شریعہ ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علامہ ابن ھمامؒ، ملا علی قاریؒ، مولانا عبدالحی لکھنویؒ، مولانا محمد حسن نانوتویؒ وغیرہم کے اقوال کی حیثیت بھی وہی ہے یعنی انہوں نے درج بالا بحث کو پیش کیا ہے اور انکی کتابوں سے غیر مقلدین مذکورہ جملے اٹھا کر عوام کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ورنہ مذکورہ تمام علماء سے بیس رکعات تراویح کے سنت ہونے کے قائل تھے بلکہ آخیر تک ان کا عمل بیس پر ہی رہا۔

''تراویح'' کے سلسلے میں غیر مقلدین کے متضاد مواقف

نمازِ تراویح کہاں ہونی چاہئے؟

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین شب تراویح پڑھا کر پھر لوگوں سے فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں پڑھا کرو۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۴۲۹)

☆ رسول خدا کے زمانے سے لوگ تراویح گھروں میں پڑھتے آئے تھے۔
(صلوٰۃ الرسول ص ۴۳۴)

☆ قیام رمضان، نماز تراویح سے اعم ہے کیوں کہ نماز تراویح میں جماعت بھی شرط ہے اگر اکیلے اکیلے پڑھیں تو تراویح نہ ہوگی بخلاف قیام رمضان، کے کہ اس میں جماعت شرط نہیں خواہ جماعت کے ساتھ پڑھیں خواہ اکیلے اکیلے پڑھیں۔
(فتاویٰ علماء اہل حدیث ج ۶ ص ۲۴۳)

نمازِ تراویح کیا ہے؟

☆ نماز نبوی کے مؤلف ماہِ رمضان کی ''نماز تراویح'' کو مانتے ہی نہیں انھوں نے اسے قیام رمضان کا نام دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں ''ماہ رمضان میں تہجد اور قیام رمضان الگ الگ نہیں بلکہ ایک ہی نماز ہے'' (ص ۲۴۱)

☆ کرمانی نے جو کہا ہے کہ قیام رمضان سے بالاتفاق نماز تراویح مراد ہے یہ انھوں نے ایک انوکھی بات کہی ہے۔ (فتاویٰ علماء اہل حدیث ج ۶ ص ۲۴۳)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆ پروفیسر عبداللہ بہاولپوری نے لکھا ''تراویح کا نام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایجاد نہیں ہوا تھا'' یہ نام اس وقت پڑا جب لوگوں نے قیام رمضان کی تعداد بڑھادی۔
(رسائل بہاولپوری ص ۱۰۱ طبع اوّل)

نمازِ تراویح کتنے دِن ہونی چاہیے؟

☆ غیر مقلدین کے فرقہ اہل حدیث کے نزدیک پورے ماہ رمضان جماعت سے نماز تراویح سنت ہے۔

☆ غیر مقلدین کے کچھ گروہوں کے نزدیک ہے کہ تین رات سے زائد تراویح ادا کرنا بدعت ہے اسکی وجہ وہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف تین راتوں کو تراویح کی نماز پڑھائی ہے۔

کیا تہجد اور تراویح ایک ہے؟

☆ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیام لیل (تہجد) رمضان میں قیام رمضان (تراویح) سے بدل گیا (صلوٰۃ الرسول ص ۴۳۰)

☆ اگر تراویح پہلے وقت میں پڑھیں تو صرف تراویح ہے پچھلے وقت میں پڑھے تو تہجد کے قائم مقام ہوتی ہے (فتاویٰ علماء اہل حدیث ج ۶ ص ۳۲۹)

☆ جو شخص رمضان میں عشاء کے وقت نماز تراویح پڑھ لے وہ آخر وقت میں تہجد پڑھ سکتا ہے۔ تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے۔ اوّل شب میں تہجد نہیں ہوتی۔
(فتاویٰ علماء اہل حدیث ج ۶ ص ۳۳۱)

کیا نمازِ تراویح سنّت ہے؟

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین شب تراویح پڑھا کر پھر لوگوں سے فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں پڑھا کرو۔ گھروں وغیرہ میں فرداً فرداً پڑھنے کے متعلق حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی یہی طریقہ جاری رہا۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دَور میں بھی اسی پر عمل ہوتا رہا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پھر حضرت عمرؓ نے تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنے کا طریقہ مقرر فرمایا۔
(صلوٰۃ الرسول ص ۴۲۹)

کتنی رکعات تراویح سنّت ہے؟

☆ تراویح میں گیارہ سے زائد تو جائز نہیں ہاں مگر گیارہ سے کم جائز ہیں حتی کہ ایک رکعت بھی سنت سے ثابت ہے اور سلف کا عمل ہے۔ (صفۃ صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۱۰۸)

☆ مدرسہ رحمانیہ والے (اہل حدیث) ہر سال اعلان کرتے ہیں کہ آٹھ رکعت سے زائد تراویح درست ہیں اور باعث اجر بھی ہیں۔ (فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۱۹)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

غیر مقلدین کے سحر وافطار، صدقۂ فطر اور جمعہ کے دن کی عید کی حقیقت

غیر مقلدین کے روزہ کی نیت

نیت کیساتھ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رُکنے کا نام رُوزہ ہے۔ رُوزے کی نیت صبح صَادِق سے پہلے ہی کرنی چاہئے بہتر یہی ہے۔ اگر کسی وجہ سے نہ کر سکے تو دن چڑھے (دو پہر سے کچھ قبل تک) روزے کی نیت کرنا بھی جائز ہے۔ صحیح بخاری شریف میں باب ہے۔ ''دن چڑھے روزے کی نیت کرنا'' حضرت اُمّ درداءؓ کہتی ہیں کہ حضرت ابودرداءؓ پوچھتے کیا کھانے کو کچھ ہے اگر میں کہتی کہ نہیں تو فرماتے آج میرا روزہ ہے۔ حضرت ابوطلحہؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت حذیفہؓ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ (صحیح بخاری شریف ج ا ص ۲۵۷)

اس روایت سے نیت کے تعلق سے کئی باتیں ثابت ہوئیں:

(۱) اگر صبح صادق سے شرعی نصف النھار سے پہلے تک کھانے، پینے اور جماع سے پرہیز رہا اور کسی وجہ سے صبح صادق سے پہلے نیت نہیں کر سکا تو شرعی نصف النھار سے قبل تک روزے کی نیت کر سکتا ہے۔

(۲) روزے کی نیت زبان سے کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت ابودارداءؓ وغیرہ چھ صحابۂ کرام کے جواز کا قول پیش کیا گیا۔

صحیح بخاری کی اس روایت کے خلاف غیر مقلدین کا موقف ہے کہ روزہ کی نیت صبح صادق سے قبل ہی کرنا چاہئے ورنہ روزہ نہ ہوگا نیز وہ کہتے ہیں کہ زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔ کیا (۱) غیر مقلدین صحیح حدیث مرفوع پیش کر سکتے ہیں کہ زبان سے نیت نہیں کرنی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چاہئے۔(۲) دل میں روزہ کے لئے کیا نیت کرنا چاہئے صحیح مرفوع حدیث سے ثابت کریں۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ

اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ صاف نظر آئے تم کو دھاری سفید صبح کی جُدا دھاری سیاہ سے پھر پورا کرو روزہ کو رات تک۔ (سورہ بقرہ پارہ ۲، آیت ۱۸۷)

نص صریح سے ثابت ہے کہ روزہ کیلئے ضروری ہے کہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کچھ نہ کھائے پیئے۔ یعنی اگر صبح صادق کے بعد یا غروب آفتاب سے پہلے کچھ کھائے پیئے گا تو روزہ نہ ہوگا۔

روزے کو یقینی بنانے کے لیے اور روزے میں کچھ شک نہ رہے فقہائے کرام نے نقل کیا ہے کہ روزہ کیلئے، صبح صادق سے تین یا پانچ منٹ پہلے کھانا پینا روک دینا چاہئے اور غروب آفتاب کے تین یا پانچ منٹ کے بعد روزہ افطار کرنا چاہئے تاکہ روزے میں کچھ شک نہ رہے۔ لیکن:

غیر مقلدین کی سحری

غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ اگر صبح کی اذان کی آواز سنے اور کھاتا پیتا رہے تو کھانے پینے سے نہ رُکے اور اس کی دلیل میں غیر مقلدین ابوداؤد کی روایت پیش کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے جب کوئی اذان کی آواز سنے برتن اسکے ہاتھ میں ہو تو برتن کو نہ رکھے یہاں تک کہ اپنی حاجت پوری کرلے (ابوداؤد ص ۳۲۱)۔

اس روایت کے بارے میں شارحین حدیث کہتے ہیں کہ یہ اُس اذان کے بارے میں ہے جو رات میں ہوتی تھی چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں ''حضرت بلالؓ رات رہے اذان دیا کرتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کھاتے پیتے رہو جب تک کہ حضرت ابن اُمّ مکتومؓ اذان نہ کہیں کیونکہ حضرت ابن اُمّ مکتومؓ اُس وقت تک اذان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں دیتے جب تک کہ صبح صادق نہیں ہو جاتی'' (صحیح بخاری شریف ج ا ص ۲۵۷)۔ جب کہ اذان فجر صبح صادق کے بعد ہوتی ہے اس لئے اگر کوئی صبح صادق کے بعد یعنی اذان سن کر بھی کھاتا پیتا رہے گا تو اس کا روزہ نہ ہوگا۔

غیر مقلدین کا افطار

اسی طرح غیر مقلدین اندازۂ حساب سے جنتری میں غروب کا وقت ہوتے ہی افطار یا اذان دینا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک تو اندازۂ حساب دوسرے اگر گھڑی آگے ہوئی تو افطار غروب آفتاب سے پہلے ہی ہو جائے گا اور روزہ قضا کرنا ہوگا۔ احتیاط اسی میں ہے کہ تین یا پانچ منٹ انتظار کرے۔

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ حدیث میں تعجیل کا حکم آیا ہے اور تاخیر سے منع کیا گیا ہے۔ غروب آفتاب سے پہلے افطار تعجیل کے حکم میں نہیں آتا بلکہ سرے سے روزہ ہی نہیں ہوتا۔ اور جس تاخیر سے منع کیا گیا ہے روایت میں صراحتاً مذکور ہے کہ وہ تاخیر یہ ہے کہ آسمان پر تارے چھٹک جائیں۔ اس لئے تین یا پانچ منٹ کی تاخیر کرنا احتیاط ہے۔

غیر مقلدین کا صدقہ فطر

تمام روایات میں صدقہ فطر میں چند چیزیں دینے کا ذکر ہے مثلاً کشمش، جَو، وغیرہ۔ جب کہ غیر مقلدین گیہوں اور دوسری چیزیں بھی صدقہ فطر میں دیتے ہیں احادیث میں کہیں بھی صدقہ فطر کی قیمت (روپیوں میں) ادا کرنے کا ذکر نہیں ہے قیمت ادا کرنا ائمہ مجتہدین کا قیاس ہے لیکن غیر مقلدین صدقہ فطر کی قیمت بھی ادا کرتے ہیں۔

غیر مقلدین کی جمعہ کے دن عید

اگر جمعہ کو عید یا بقرعید ہو تو جمیع اہل سنت والجماعت کے نزدیک ہے عیدین کا خطبہ اور نماز بھی ہونی چاہئے اور جمعہ کا خطبہ اور نماز بھی ہونا چاہئے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کی نماز

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ پڑھتے تھے، بسا اوقات عید اور جمعہ ایک ہی دن پڑ جاتے تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں نمازوں میں یہی دونوں سورتیں پڑھتے تھے۔

(صحیح مسلم فصل فی قرأۃ الٰہ ج ۱ ص ۲۸۸، ترمذی باب القرأۃ فی العیدین ج ۱ ص ۱۱۹، نسائی "ذکر الاختلاف علی النعمان بن بشیر فی القرأۃ فی صلوۃ الجمعۃ ج ۱ ص ۲۱۰، مصنف ابن ابی شیبہ "ما یقرأ بہ فی العید" ج ۴ ص ۲۲۰، سنن دارمی ج ۱ ص ۲۹۰، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۵۹)

جب کہ غیر مقلدین کا موقف یہ ہے اگر جمعہ کے دن عید ہو جائے تو جمعہ ساقط ہے (یعنی جمعہ معاف ہے) چنانچہ نواب نور الحسن صاحب لکھتے ہیں جب جمعہ اور عید ایک دن ہوں تو جمعہ رخصت ہو جائے گا اور ظاہر ہے کہ یہ رخصت عام ہے امام کیلئے اور عام انسانوں کیلئے۔ (عرف الجادی صفحہ ۴۳)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مجلسِ علمیہ کی مطبوعات

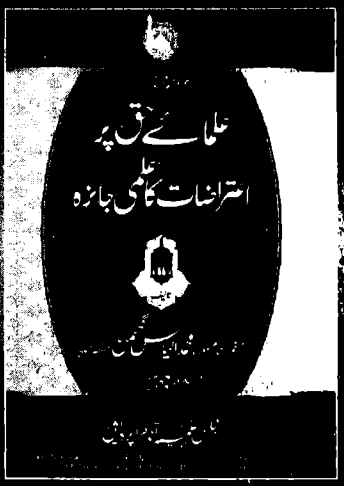

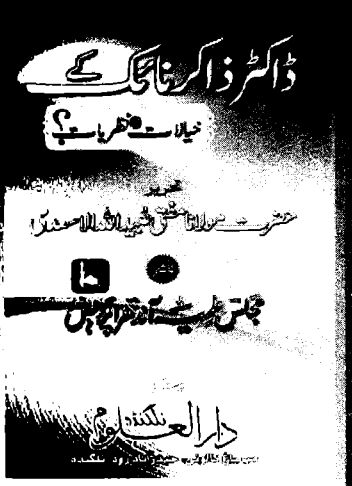

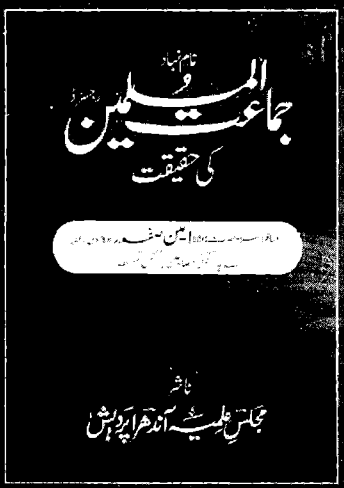

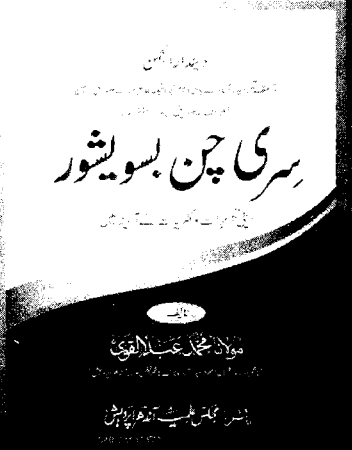

مجلسِ علمیہ آندھرا پردیش

نزد مسجد اکبری، اکبر باغ، ملک پیٹ، حیدر آباد اے۔ پی فون نمبر 040-24540177

MAJLIS-E-ILMIYA A.P.

H.No. 16-2-61/A/1/4, Opp. Akberi Masjid,Akberbagh,
Malakpet, Hyd-36, A.P, India.Tel: 040-24540177

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مجلس علمیہ آندھرا پردیش

اغراض ومقاصد کے آئینہ میں

- تنظیم مدارسِ اسلامیہ
- دعوت وتبلیغ
- تصنیف وتالیف
- اکابرِ ملت سے استفادہ
- دارالمطالعہ
- دینی ماہنامہ ضیائے علم کی اشاعت
- عیسائی مشنریز کا تعاقب

ان اغراض ومقاصد کے تحت مجلس علمیہ آندھرا پردیش نے تابناک ــــ اور تاریخ ساز خدمات انجام دیئے، اس وقت یہ علماءِ حق کی نمائندہ تنظیم اوران کا متحدہ پلیٹ فارم ہے۔ اجتماعیت اور وحدت جیسے مقصد کے پیش نظر اپنی گہری وابستگی اور بھرپور مخلصانہ تعاون کے ذریعہ مجلس علمیہ آندھرا پردیش کو مستحکم کیجئے۔

رابطہ کیلئے:

مجلس علمیہ آندھرا پردیش

مکان نمبر: 16-2-61/A/1/4، نزد مسجد اکبری، اکبر باغ، ملک پیٹ، حیدرآباد ۳۶

MAJLIS-E-ILMIYA ANDHRA PRADESH

H. No. 16-2-61/A/1/4, Near Masjid-e-Akbari, Akber Bagh,
Malakpet, Hyd-36 Ph: 040-24540177, 9247555916

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1